واعظ الجمعۃ
فتحِ مکہ
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

فتحِ مکّہ

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

فتحِ مکّہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

صُلح حدَیبیہ کا پسِ منظر

برادرانِ اسلام! مشرکینِ مکّہ کے مَظالم جب حد سے بڑھ گئے، اور مفلوک الحال مسلمانوں کا جینا دُوبھر کر دیا گیا، تب مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے بحکمِ الٰہی مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت فرمائی، اور ایک رات سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے، لیکن کفّار ومشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو یہاں بھی چیَن کا سانس نہ لینے دیا، مسلمانوں پر ظلم وستم، حملے اور جنگیں مسلّط کی جاتی رہیں، رسولِ اکرم ﷺ نے رفتہ رفتہ مسلمانوں کو منظّم فرما کر اُن کی پوزیشن کو مستحکم کیا، اور اِرد گرد کے مختلف قبائل سے دِفاعی مُعاہدے فرما کر امن وامان کو بحال کیا۔

ہجرتِ مدینہ کے چھٹے ۶ سال سرورِ کونین ﷺ نے ایک خواب دیکھا، کہ نبیٔ کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ مکہ معظّمہ میں پُرامن طور پر داخل ہوئے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے سروں کے بال منڈوائے، بعض نے ترشوائے، یہ خواب رحمتِ عالمیان ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان فرمایا تو وہ سب بھی بہت خوش ہوئے[1]۔ نبی کا خواب چونکہ وحی ہوتا ہے، اور اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے، لہذا تاجدارِ دوعالَم ﷺ اپنے چودہ سو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ عمرہ کی غرض سے روانہ ہوئے، لیکن کفّارِ مکّہ نے حدَیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو روک لیا، اور مکہ مکرّمہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی، اس موقع پر دس ۱۰ سال کے لیے حضور نبیٔ کریم ﷺ اور قریش کے مابین ایک امن مُعاہدہ طے پایا، جو صلحِ حدَیبیہ کے نام سے معروف ہے، اس مُعاہدے کی رُو سے یہ طے پایا کہ (۱) مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس لَوٹ جائیں، آئندہ سال آئیں، اور اپنے ساتھ کوئی ہتھیار نہ لائیں۔ (۲) مکّہ مکرّمہ سے جو شخص مدینہ منوّرہ چلا جائے، اسے واپس کردیا جائے، لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ منوّرہ سے مکّہ مکرّمہ آگیا، تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ (۳) عرب

---

(۱) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" صـ۹۴۵۔

قبائل کو اس بات کا مکمل اختیار اور آزادی ہوگی، کہ وہ حضور نبئ کریم ﷺ یا کفّارِ مکّہ میں سے جس کے ساتھ چاہیں (دوستانہ تعلقات قائم کر کے) مُعاہدہ کرلیں[1]۔

عزیزانِ محترم! بظاہر اس مُعاہدے کے نکات مسلمانوں کے خلاف تھے، لیکن اس کا حقیقی فائدہ مسلمانوں کو ہی ہوا، جنگ رُک گئی، امن ہوگیا، مبلّغینِ اسلام کے ذریعے اسلام کی دعوت عام ہونے لگی، لوگ جُوق دَر جُوق مسلمان ہونے لگے[2]، اور مسلمانوں کی پوزیشن روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔

غزوۂ فتحِ مکّہ کا سبب

حضراتِ گرامی قدر! قریش زیادہ عرصہ تک مُعاہدۂ حدَیبیہ پر کاربند نہ رہ سکے، انہوں نے مسلمانوں کے حلیف اور اتحادی قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کر کے، عملاً اس مُعاہدے کو توڑ دیا، مصطفی جانِ عالَم ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی، تو سرورِ کونَین ﷺ نے اہلِ مکّہ پر حملے کا فیصلہ فرمایا، اور جنگی حکمتِ عملی اپناتے ہوئے انتہائی خفیہ انداز سے لشکر کو تیاری کا حکم اِرشاد فرمایا۔

---

(١) انظر: "الكامل في التاريخ" وَدَخلَتْ سَنَةُ ستٍّ من الهجرة، ذكر عمرة الحديبية، ٢/ ٨٥.

(٢) "تاريخ الطَبَري" سنة ستّ من الهجرة، ٢/ ٦٣٨.

لشکرِ اسلام کی روانگی

عزیزانِ مَن! دس ۱۰ رمضان المبارک آٹھ ۸ ہجری (مطابق ۶۳۰ء) کو رسولِ اکرم ﷺ مدینہ منوّرہ سے، دس ۱۰ ہزار مجاہدینِ اسلام کا ایک عظیم لشکر لے کر روانہ ہوئے، اور بیس ۲۰ رمضان المبارک کو ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے وطن مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے، مدینہ منوّرہ سے چلتے وقت حضور نبئ کریم ﷺ اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روزے کی حالت میں تھے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لشکرِ اسلام کی روانگی کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: «خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلاَفٍ، وَذَلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ، مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ، فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ!»[1] "نبئ کریم ﷺ رمضان میں مدینہ منوّرہ سے نکلے، آپ ﷺ کے ساتھ دس ۱۰ ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، یہ واقعہ حضور ﷺ کے مدینہ منوّرہ تشریف لانے کے ساڑھے آٹھ سال بعد کا ہے، آپ ﷺ اور جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے ساتھ تھے، مکّہ مکرّمہ کے لیے روانہ ہوئے، سرورِ کونین ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روزے سے تھے!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب غزوة الفتح في رمضان، ر: ٤٢٧٦، صـ٧٢٤.

حضرت سیّدنا ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قبولِ اسلام

حضراتِ محترم! مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فاتحانہ شان سے، ایک عظیم اسلامی لشکر کے ساتھ سر زمینِ مکّہ مکرّمہ کے قریب پہنچے، تو چند میل دُور پڑاؤ ڈال کر آگ جلانے کا حکم ارشاد فرمایا، اہلِ مکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اسلامی لشکر کی آمد سے بالکل بے خبر تھے، جب انہوں نے ہزاروں مقامات سے آگ جلتی دیکھی، تو بہت خوفزدہ ہوئے، اور حقیقتِ حال سے آگاہی کے لیے ابوسفیان کو بھیجا (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے)، انہیں پڑاؤ کے قریب دیکھ کر مُحافظوں نے پکڑ لیا، اور لشکر گاہ میں لے آئے، اسلامی لشکر کی شان وشوکت دیکھ کر، ابوسفیان پر بہت ہیبت طاری ہوئی[1]۔ حضرت سیّدنا عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں اس موقع پر قبولِ اسلام کی دعوت دی، جسے انہوں نے قبول کیا اور مسلمان ہوگئے[2]، حضرت سیّدنا ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قریش کے ایک بڑے سردار اور نامور شخصیت کے حامل تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام قبول کرنے سے قریش کے حَوصلے پست ہوگئے، اور ان کی ہمت جواب دے گئی!۔

---

(۱) انظر: "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٢٨٠، صـ٧٢٤، ٧٢٥.

(۲) انظر: "الطبقات الكبرى" غزوة رسول الله ﷺ عام الفتح، ١/ ٤٤١.

عام مُعافی کا اعلان

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! حضور سرورِ کونین ﷺ لشکر ترتیب دینے کے بعد، جب مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے، تو قریش کے بعض لوگ مقابلہ کرنے کی کوشش میں مارے گئے، جس پر حضرت سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! کیا قریش کے تمام جوانوں کے قتل کو جائز کر دیا گیا ہے؟! کیا آج کے بعد کوئی قرشی باقی نہیں رہے گا؟! تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ»[1] "جس نے ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے لی وہ امان میں ہے!"۔

میرے محترم بھائیو! یہ دینِ اسلام ہی کی انفرادیت ہے، کہ جو ابو سفیان چند لمحے قبل دینِ اسلام کے ایک بڑا دشمن اور مخالف تھے، اسلام قبول کرتے ہی انہیں اتنی عزّت و توقیر بخشی گئی، کہ ان کے گھر میں پناہ لینے والے ہر شخص کو، رسول اللہ ﷺ نے امان دینے کا اعلان فرمایا۔

میدانِ جنگ میں بھی ظلم وزیادتی کی ممانعت

عزیزانِ گرامی قدر! دینِ اسلام ایک ایسا آفاقی دین ہے، جو حالتِ جنگ میں بھی کسی مظلوم اور مجبور (چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو) کے ساتھ ظلم وزیادتی کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اپنے ماننے والوں کو بنیادی انسانی حقوق کا خیال رکھنے، اور ان کی رعایت

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الجهاد والسير، ر: ٤٦٢٢، صـ٧٩٣.

کا حکم دیتا ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عتبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، کہ رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فتحِ مکّہ کے دن ارشاد فرمایا: «أَلا لا يُجْهَزَنَّ عَلَى جَرِيحٍ، وَلا يُتْبَعَنَّ مُدْبِرٌ، وَلا يُقْتَلَنَّ أَسِيرٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ»[1] "سن لو! کسی زخمی پر حملہ مت کرنا، جو پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا ہو اس کا پیچھا مت کرنا، کسی قیدی کو قتل مت کرنا، اور جس نے خود کو اپنے گھر میں بند کرلیا وہ بھی امان میں ہے!"۔

کعبۃ اللہ کو بتوں سے پاک کرنے کا حکم

حضراتِ محترم! حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم جس وقت مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے، اس وقت کعبۃ اللہ شریف میں سینکڑوں چھوٹے بڑے بُت رکھے تھے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ شریف کو بُتوں سے پاک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: «إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا قَدِمَ، أَبَى أَنْ يَدْخُلَ البَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ!»[2] "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مکّہ میں تشریف لائے، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بُتوں کی موجودگی کے باعث، کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونے سے انکار فرما دیا، پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم سے ان بُتوں کو نکال باہر کیا گیا!"۔

---

(١) "الأموال" باب فتح الأرض تؤخذ عنوة ...إلخ، ر: ١٥٩، صـ٨٢.

(٢) "صحيح البخاري" باب من كبّر في نواحي الكعبة، ر: ١٦٠١، صـ٢٦٠.

گستاخِ رسول کا قتل

برادرانِ اسلام! ابنِ خطل نامی ایک بدبخت گستاخِ رسول تھا، اسے جب بھی موقع ملتا، وہ اپنی دو ۲ لونڈیوں سمیت خاتم النبیین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں ہرزہ سَرائی کرتا، اور سبّ وشتم (گالی گلوچ) کرکے توہینِ رسالت کیا کرتا، فتحِ مکّہ کے بعد جب سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مکّہ شریف میں داخل ہوئے، تو وہ بدبخت جان بچانے کی غرض سے خانۂ کعبہ میں داخل ہوگیا، ایک شخص نے آکر بارگاہِ رسالت میں عرض کی، کہ ابنِ خطل کعبۃ اللہ شریف کے پردوں سے لپٹ گیا ہے! حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عملی طور پر گستاخِ رسول کو سزا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «اقْتُلْهُ»[1] "اسے قتل کردو!"۔

فتحِ مکّہ کے روز حُدودِ حرم میں قِتال کی خصوصی اجازت

عزیزانِ مَن! حرم شریف میں اگرچہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے، لیکن فتحِ مکّہ کے روز اللہ ربّ العزّت نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو، کچھ دیر کے لیے قِتال کی اجازت عطا فرمائی، اور ابنِ خطل کا قتل اسی ساعت میں ہوا[2]، حرم شریف میں قِتال کی اجازت سے متعلق ایک حدیثِ پاک میں، حضرت سیّدنا ابو شُریح عدوی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنْ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ،

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٢٨٦، صـ٧٢٥.

(٢) "عمدة القاري" باب لا يعضّد شجر الحرم، تحت ر: ١٨٣٢، ٧/ ٥١١.

وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَماً، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَراً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهَا، فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ»[1] "یقیناً اللہ تعالی نے مکّہ کو حرم قرار دیا ہے، اور اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا، لہٰذا جو کوئی اللہ تعالی اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے مکّہ میں خون بہانا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے لیے مکّہ کے کسی درخت کو کاٹنا جائز ہے، اور اگر کوئی شخص مکّہ میں رسول اللہ ﷺ کے قِتال کرنے سے، مکّہ میں قتال کی اجازت پر دلیل پکڑے، تو تم اس سے یہ کہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مکّہ میں قتال کی اجازت دی تھی، تمہیں اجازت نہیں دی، اور مجھے بھی دن کی صرف ایک ساعت (گھڑی) کے لیے اجازت دی تھی، اور آج اس مکہ کی حرمت کل کی طرح پھر سے لَوٹ آئی ہے، اور چاہیے کہ جو (یہاں) موجود ہے وہ غائب (یعنی غیر موجود) تک یہ حدیث پہنچا دے!"۔

حضراتِ ذی وقار! حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی طرف سے تمام اہلِ مکّہ کو عام مُعافی اور امان دینے کے باوجود، گستاخِ رسول کے قتل کا خصوصی حکم جاری فرمانا، اس بات کی واضح دلیل ہے، کہ گستاخِ رسول کی سزا بہر صورت قتل ہے، اور

(١) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٢٩٥، صـ٧٢٧.

علمائے اُمّت کا بھی ہمیشہ سے اس مُعاملے میں یہی مَوقف رہا ہے، کہ اس کے لیے کوئی مُعافی نہیں، اسے بعد توبہ بھی سزائے مَوت دی جائے گی۔

نامورَ فقیہ علّامہ ابنِ بزّاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے، دنیا میں بعدِ توبہ بھی اسے سزائے موت دی جائے گی، یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں بھی کلمۂ گستاخی بکا، جب بھی مُعافی نہیں ہوگی، اور تمام علمائے امّت کا اِجماع واتفاق ہے، کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے، اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کافر ومستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے"[1]۔

امام ابن ہُمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گستاخِ رسول کے بارے میں حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہر وہ شخص جو دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بُغض رکھے، وہ مرتَد ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) سبّ وشتم (گالی گلوچ) کرنے والا تو بدرجہ اَولیٰ مرتَد ہے، اسے قتل کیا جائے گا، بلکہ اگر وہ توبہ کرلے تب بھی، قتل کی سزا اُس پر باقی رہے گی، یہاں تک کہ اگر اس نے حالتِ نشہ میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہو، تب بھی مُعافی نہیں دی جائے گی"[2]۔ یعنی اس کی توبہ اور معذرت اگر اللہ تعالی قبول فرمالے تو وہ اللہ کی مرضی، مگر ہمیں دنیا میں حکم یہ ہے کہ اس کی سزا مُعاف نہ کی جائے!۔

---

(۱) "الفتاوى البزّازية" كتاب ألفاظ ....، الفصل ۲، النوع ۱، ٦/ ۳۲۱، ۳۲۲.

(۲) "فتح القدير" كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ٦/ ۹۸.

عزیزانِ محترم! گستاخِ رسول کو سزا دینے کا اختیار صرف حاکمِ وقت کے لیے ہے، عوام الناس میں سے ہر گز کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں، کہ وہ توہینِ رسالت کے مرتکب کسی شخص کو قتل کر کے قانون اپنے ہاتھ میں لے! اگر گستاخِ رسول کو قتل کرنے کی اجازت عوام الناس کو دے دی جائے، تو اس کی سب سے بڑی خرابی یہ لازم آئے گی، کہ جس کا جب جی چاہے گا، اپنے کسی مخالف یا دشمن پر توہینِ رسالت کی تہمت لگا کر اسے قتل کر ڈالے گا، جس سے مُعاشرے میں بہت بڑا بگاڑ پیدا ہو جائے گا، مُعاشرے میں ہر طرف جنگل کا قانون راج کرنے لگے گا، لہٰذا اس بات کی ہر گز اجازت نہیں دی جا سکتی!۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ حاکمِ وقت کو بھی یہ بات پیشِ نظر رکھنی ہو گی، کہ توہینِ رسالت کا مرتکِب ہر شخص (مرد ہو یا عورت) واجب القتل ہے، لہٰذا اس قانون پر عملداری حکومتِ وقت کی ایک اہم ترین ذمّہ داری ہے، اور اگر اس اسلامی شرعی قانون پر کماحقہ عمل نہ کیا گیا، تو اس ڈھیلے پن کے سبب روز بروز اس طرح کے طوفانِ بد تمیزی اور گستاخی کے واقعات میں اضافہ ہوتا رہے گا، جو کہ ہم اپنے مُعاشرے میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ان حالات و واقعات، اور حکومتِ وقت کی بے اعتنائی سے مجبور ہو کر کوئی جوان، قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے، اس واقعی گستاخ کو قتل کر دے، تب سارے حکومتی ادارے حرکت میں آجاتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ پہلے سارے بھنگ پی کر گہری نیند سو رہے تھے!!۔

خوب یاد رکھیے! کہ اگر کوئی شخص گستاخی کا ارتکاب کرنے کے بعد توبہ کر لے، تب بھی شرعی اعتبار سے کسی بادشاہ، صدر یا وزیرِ اعظم کو یہ اختیار نہیں، کہ وہ اسے

اپنے صوابدیدی اختیارات سے مُعاف کرسکے، یا اس کی توبہ قبول کرسکے۔ علّامہ خیر الدین رَملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو کافر توبہ کرے، اس کی توبہ دنیا وآخرت میں قبول ہے، مگر کچھ کافر ایسے ہیں جن کی توبہ قبول نہیں، ان میں سے ایک وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی اَور نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا ہو"[1]۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے حسّاس مسئلہ میں، دینی غیرت وحمیت کا مُظاہرہ کیا جائے، دیگر مسلم حکمرانوں اور علمائے دین سے رَہنمائی اور مُشاوَرت کر کے اقوامِ متحدہ کے ذریعے، ایسی کڑی قانون سازی کروائی جائے، کہ دنیا بھر میں کسی گستاخِ رسول کو، مصطفی جانِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمیت، کسی نبی علیہ الصلوۃ والسلام، کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر دینی مقدّسات کی توہین کی جرأت نہ ہو!۔

دعا

اے اللہ! رمضان المبارک کے طفیل ہمارے روزے، تراویح اور دیگر عبادات قبول فرما، ہمیں ریاکاری کی تباہ کاری سے بچا، ہمارے دلوں میں جذبۂ جہاد کو بیدار فرما، ہمیں کفّار پر فتحِ مکّہ جیسی شاندار فُتوحات اور غلبہ عطا فرما، ہمیں ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پہرہ دینے کی توفیق عطا فرما، عقیدۂ ختمِ نبوّت کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو نیست ونابُود فرما، قادیانیوں کے رُوپ میں یہود ونصاریٰ کی طرف سے اسلام مخالف سازشوں کو ناکام بنا۔

---

(١) "الفتاوى الخَيرية" كتاب السير، باب المرتدّين، ١/ ١٧١.

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحُسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر

دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.